انتظام کرنے کا ذکر تھا نیز یہ کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے تعلیمی مرکز دارالعلوم دیوبند کے سلسلہ سند وتلمذ کن اساتذہ ورجال سے چلا ہے۔ اسی ضمن میں شاہ ولی اللہؒ اور ان کے تلامذہ واخلاف سے لے کر حضرت نانوتویؒ اور اس کے بعد مشاہیر علم وفضل کی قومی دینی وعلمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

دارالعلوم حقانیہ کی علمی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہوں نے عربی اساتذہ کی پیشکش فرمائی

سپاسنامہ میں علم حدیث کی ترویج واشاعت کے لیے ان حضرات اور ان کے مدارس کے جہود مبارکہ کا بھی ذکر تھا کہ اس سے قبل ہندوستان کی تعلیمی وتدریسی پرواز صرف فقہی کتابوں تک تھی۔ ان اکابر ہی سے حقیقت میں برصغیر کا گوشہ گوشہ حدیث رسول کی اشاعت اور سنتِ نبوی کے فروغ سے منور ہوا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس سے لے کر اب تک اس کی ہمہ گیر سرگرمیوں، خدمات، شعبوں کے تعارف، تلامذہ اور فضلاء کے فروغِ دین کے لیے مساعی کا تفصیلی ذکر تھا اور یہ کہ دارالعلوم حقانیہ کو آپ کے مادی تعاون کی نہیں بلکہ علمی وتعلیمی میدانوں میں اشتراکِ سندات کے معادلہ اور اس کی علمی حیثیت کے اعتراف کی توقع ہے۔

سپاسنامہ کے جواب میں شیخ عبداللہ الزائد نے نہایت پُر درد عالمانہ خطاب فرمایا جس میں دارالعلوم کی تائید وتحسین، اہلِ علم کے باہمی اتحاد، دعوت وتبلیغ اور جہادِ افغانستان کے لیے استعداد جیسے اہم مسائل پر روشنی پڑتی تھی۔ تقریر کے اختتام پر معزز مہمان نے دارالعلوم حقانیہ کی علمی خدمات کے اعتراف

دارالعلوم کے ہاسٹل شاہ اسمٰعیل شہید اور ہاسٹل سید احمد شہید عرب و عجم کے قران السعدین (شیخ عبداللہ الزائد اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) کی شکل میں یہ مبارک بنیاد رکھی گئی۔

کے طور پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ امداد کا بھی اعلان فرمایا اور عربی اساتذہ کی بھی پیش کش فرمائی۔ شیخ مکرم کے وقیع خطاب کے بعد ان کے رفیقِ سفر (جو وفاق المدارس کی نمائندگی کر رہے تھے) جناب ڈاکٹر استاد عبدالرزاق سکندر جامعۃ العلوم نیوٹاؤن نے تقریر کی اردو میں ترجمانی کی۔ اختتام میں احقر نے شیخ موصوف کا اس گرانقدر امداد پر شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے بعد دارالعلوم کے طلبہ کے لیے ایک ہاسٹل کا سنگِ بنیاد رکھوانے کا پروگرام تھا۔ دارالحدیث کے دائیں جانب بالائی حصہ پر ایک دارالاقامہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے نام پر منسوب مکمل ہو چکا ہے۔ بائیں جانب سید احمد شہید قدس سرہ کے نام پر دارالاقامہ کی تعمیر زیرِ غور ہے۔ کچھ عرصہ قبل عالمِ اسلام کی ممتاز شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے اس عمارت کی پہلی اینٹ اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی مگر تعمیر کا کام تاحال شروع نہیں ہو سکا۔ آج کے معزز مہمان شیخ عبداللہ الزائد نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسی اینٹ کے ساتھ دوسری اینٹ رکھی اور اس طرح عرب وعجم کے اس قران السعدین کی شکل میں یہ مبارک بنیاد رکھی گئی۔ شیخ الزائد نے جس امداد کا اعلان فرمایا وہ بھی اسی عمارت کی مد میں خرچ کی جائے گی۔ تقریبِ تاسیس کے بعد معزز مہمان جامع مسجد دارالعلوم گئے اور نمازِ عصر کی امامت فرمائی۔

عصر کے بعد معزز مہمان کو طلبہ نے با دیدہ پُرنم الوداع کہا اور آپ پشاور تشریف لے گئے۔ شیخ محترم کے ساتھ اس دورہ میں ان کے معزز رفقاء القاری المقریٔ عبدالقوی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، محترم ومکرم مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آبادی، محترم ومکرم جناب میاں فضل حق صاحب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان اور ہمارے محترم فاضل دوست مولینا عبدالرزاق سکندر کراچی بھی شریک تھے۔ الحمدللہ کہ وسائل کی کمی ہر طرح کے بے ربطی و سادگی کے باوجود معزز مہمان نے خوشگوار اثرات لیے جس کا بعد میں آمدہ اطلاعات سے پتہ چلا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے سب سے بڑھ کر اس دورہ میں متاثر ہوئے۔ حضرتؒ سے تو ان کی وابستگی اور مناسبت کا یہ حال ہوا کہ یہاں دورانِ قیام وہ بار بار حضرت شیخ الحدیثؒ کو والدی الکریم کہہ کر پکارتے رہے اور بار بار پیشانی کو چومنے کی سعی کرتے رہے۔

بہرحال برگزیدہ مہمان کا یہ دورہ دو علمی و دینی اداروں کے مابین گہرے علمی اور ثقافتی روابط کا ذریعہ بنا اور مرکزِ اسلام سے دارالعلوم حقانیہ کو قوی سے قوی نسبتوں کا شرف حاصل ہوا۔

الشیخ عبداللہ الزائد کی تقریر کا اقتباس

فضیلۃ الشیخ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ اُس نے ملاقات کے لیے موقعہ عطا فرمایا، اس مبارک ادارہ دارالعلوم حقانیہ کو دیکھنے کے لیے جو کہ اس شہر میں واقع ہے۔ امتِ اسلامیہ پر ان مدارس اور ان کا انتظام چلانے والوں کی عزت افزائی لازم ہے کیونکہ ان مدارس کا قیام

جامعہ اسلامیہ اور جامعہ حقانیہ کے درمیان ایسا اٹوٹ رشتہ ہے کہ وہ محتاجِ بیان نہیں، اسلام نے اس تعلق کو مضبوط کیا ہے اور ان دونوں کا منہج و دعوت ایک ہے دونوں کا ایک ہی صحیح عقیدہ ہے تو یہ تعلق اقویٰ اور مستحکم ہے

مہماتِ دینیہ کے پیشِ نظر ہوتا ہے، اس جیسے اداروں میں پاکستانی قوم کی بقا مضمر ہے کیونکہ صحتِ عقیدہ اور اخلاقی اقدار کی نشوونما اس میں ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ ان کے چلانے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہمارے والدِ مکرم فضیلۃ الشیخ عبدالحق نے اس پاکیزہ مدرسہ جس کی بنیاد ہوں نے

(باقی ص ۵۰۵ پر)